أَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مع شرح ذَيْلُ الْمُدَّعَا لِأَحْسَنِ الْوِعَاءِ

کی تسہیل و تخریج شدہ

فضائلِ دُعا

مصنف: رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ المنان

شارح: اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

مکتبۃ المدینہ

(دعوتِ اسلامی)

SC1286

اسی واسطے امام عبداللہ یافعی یمنی ''مرآۃ الجنان'' میں فرماتے ہیں: کسی مسلمان پر لعنت اصلاً جائز نہیں اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے وہ ملعون ہے۔[1]

اور حدیث شریف میں بھی اسی طرف اشارہ واقع ہے: ((لا ينبغي للمؤمن أن يكون لعَّاناً)) رواه الترمذي.[2]

شیخ مُحقّق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل عادت وشیوۂ اہلسنّت ترکِ سبّ ولعن ہے[3] ((المؤمن ليس بلعَّان)) (یعنی مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا)۔[4]

بعض علماء فرماتے ہیں: ''اہلسنّت کی خوبیوں میں سے ہے کہ کسی پر لعنت نہیں کرتے اور کسی کو کافر نہیں کہتے اور اہل بدعت کی برائیوں سے ہے کہ بعض ان کا بعض[ا] کو کافر کہتا اور بعض ان کا بعض پر لعنت کرتا ہے۔

---

1 ''مرآة الجنان''، السنة: ٥٠٤، ج٣، ص ١٣٤.

2 کسی بھی مومن کو یہ بات زیب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو،اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔

''سنن الترمذي''، كتاب الطب، باب ماجاء في اللعن والطعن، ج٣، الحديث:٢٠٢٦، ص ٤١٠.

3 یعنی اہلسنّت کا شیوہ یہ نہیں کہ وہ لوگوں کو برا بھلا کہیں یا گالی دیں یا لعنت کریں بلکہ ہم اہلسنّت کا شیوہ تو ان چیزوں سے دور رہنا ہے۔

''أشعة اللمعات''، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان من الغيبة والشتم، ج٤، ص ٧١.

4''إحياء العلوم''، كتاب آفات اللسان، ج٣، ص ١٥٤.

ا شیعہ خوارج کو کافر کہتے اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور خوارج شیعہ کو کافر و ملعون جانتے ہیں بلکہ اپنے مذہب والوں کی لعن و تشنیع میں باک (خوف) نہیں کرتے، جو شخص انکے حالات سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ لعن و تکفیر تمام اہلِ بدعت خصوصاً شیعہ کا وظیفہ ہے۔۱۲منہ قدس سرہ۔

قال الرضاء: لہٰذا ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کی نکلتی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی تو مفتی پر واجب ہے کہ وجہ اسلام کی طرف مَیل کرے[1] ((فإنّ الإسلام يَعلو ولا يُعلَى)) (بے شک اسلام ہمیشہ غالب رہنے والا ہے نہ کہ مغلوب ہونے والا)[2] ولہٰذا ہمارے ائمہ فرماتے ہیں: **لا نكفر أحداً من أهل القبلة.** ''ہم اہل قبلہ سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔''[3]

مگر یہاں ایک شدید فاحش مُغَالطہ بعض گمراہ بددین دیا کرتے ہیں کہ ان اَقوال سے استدلال کر کے منکرانِ ضروریاتِ دین[4] کی تکفیر بھی بند کرنی چاہتے ہیں حالانکہ یہ

---

1 یعنی مفتی اس جانب مائل ہو اور اسی پر فتوی دے جس جانب اس کلام کرنے والے کے کلام سے اس کے اسلام کا اور مسلمان ہونے کا پہلو نکلتا ہو۔

"منح الروض الأزهر شرح فقه الاكبر"، مطلب يجب معرفة المكفرات، ص ١٦٢.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص ٢٨٣.

2 "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبي...إلخ، ج١، ص ٤٥٥.

3 "النهر الفائق"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٢، ص ١٩٤.

و"الدر المختار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص ١٣٣-١٣٤.

4 **ضروریاتِ دین:** ''وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں''، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیا کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہا، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقۂ علما میں شمار نہ کئے جاتے ہوں، مگر علما کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائل علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں۔

(''بہارِ شریعت''، ایمان و کفر کا بیان، حصہ اول، ج۱، ص۱۷۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

خود کفر ہے، یہی ائمہ وعلماء کہ اقوال مذکورہ لکھ چکے، جابجا تصریح فرمائی (یعنی متعدد مقامات پر صراحت ووضاحت فرمائی) کہ ''جو ضروریاتِ دین سے کسی شئے کے منکِر کو کافر نہ جانے، خود کافر ہے''۔ ''شفاء شریف'' و''وجیز امام کردری'' و''درمختار'' وغیرہا کتب معتمدہ میں ہے:

من شکّ في کفره وعذابه فقد کفر.

''جو ایسے کے کفر وعذاب میں شک لائے خود کافر ہو جائے۔''(1)

ایک اور ننانوے وجہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے کلام میں سو پہلو نکلتے ہوں ننانوے جانبِ کفر جاتے ہوں اور ایک طرفِ اسلام تو معنی اسلام ہی پر حَمل واجب، کہ با وصفِ احتمالِ اسلام، حکمِ کفر جائز نہیں (2) نہ یہ کہ جو ننانوے باتیں کفر کی کرے اور صرف ایک بات اسلام کی تو اسے مسلمان کہا جائے گا۔

حاشا (ہرگز) یہ کسی مسلمان کا مذہب نہیں یوں تو یہودی بھی اللہ کو ایک، موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام تک انبیاء کو نبی، ''توراتِ مقدس'' کو کلام اللہ، قیامت وجنت ونار کو حق جانتے ہیں یہ ایک کیا صدہا باتیں اسلام کی ہوئیں، پھر کیا انہیں مسلم کہا جائے گا یا اُنہیں مسلمان کہنے والا کافر نہ ہو جائے گا! حاشا اللہ! بلکہ ہزارہا باتیں اسلام کی کرے اور ایک کفر کی، مثلاً: ''قرآن عظیم'' ونماز پڑھے، روزہ رکھے، زکوٰۃ دے، حج کرے اور ساتھ ہی بت کو بھی سجدہ کرے تو قطعاً کافر ہوگا۔

---

1 ''الدر المختار''، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦.

و''الشفا''، الباب الأول في بيان ما هو حقّه صلى الله عليه وسلم... إلخ، ج٢، ص٢١٦.

2 یعنی جب تک اس متکلم کے مسلمان ہونے کا احتمال باقی ہے تو اس پر صورت مذکورہ میں کفر کا حکم لگانا جائز نہیں۔

یونہی ائمہ دین وعلمائے معتمَدین نے تصریح فرمادی ہے کہ اہلِ قبلہ سے مراد وہ ہیں ''جو تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتے ہیں'' اُنہیں کی تکفیر جائز نہیں اور جو ضروریاتِ دین سے ایک بات کا منکر ہو وہ اہل قبلہ ہی سے نہیں، اس کی تکفیر میں شک بھی کفر ہے نہ کہ اِنکار، ''شرح مواقف'' و ''حاشیہ چلپی'' و ''شرح فقہ اکبر'' و ''حواشی درمختار'' وغیرہا میں اس کی تحقیق ہے۔[1] بڑا حوالہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیا جاتا ہے کہ وہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے، بیشک مگر وہی جو حقیقۃً اہل قبلہ ہیں نہ فقط وہ کہ کلمہ پڑھیں اور قبلے کو منہ کریں اگرچہ کھلے کفر بکیں، خود سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی عقائد کی کتاب ''فقہ اکبر شریف'' میں فرماتے ہیں: صفاته في الأزل غير محدثة ولا مخلوقة فمن قال: إنّها مخلوقة أو محدثة أو وقف فيها أوشک فيها فهو کافر باللّٰه تعالى.

''اللہ تعالیٰ کی صفتیں ازلی ہیں، نہ حادث، نہ مخلوق تو جو اُنہیں مخلوق یا حادث بتائے یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے وہ کافر ہے۔''[2]

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: چھ۶ مہینے مناظرے کے بعد میری اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اس پر مستقر ہوئی (یعنی میرا اور امام اعظم کا اس بات پر اتفاق ہوا) کہ جو کوئی قرآن عظیم کو مخلوق کہے کافر ہے۔[3]

---

1 ''منح الروض الأزهر''، فصل في الكفر صريحاً و كنايةً، ص١٨٨.

و''ردّ المحتار''، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٥٨.

2 ''الفقه الأكبر''، الباري جلّ شأنه موصوف في الأزل... إلخ، ص٢٥.

3 ''منح الروض الأزهر''، القرآن كلام اللّٰه غير مخلوق ولا حادث، ص٢٦.

و''الحديقة الندية''، والقرآن كلام اللّٰه تعالى غير مخلوق، ج١، ص٢٥٨.